Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies (MJIS)
ISSN 3007-3820 (Print) | 3007-3812 (Online)
(Jan-Jun) 2025, 3:1 (39-65)

محی الدین جرنل آف اسلامک سٹڈیز
(جنوری–جون، ۲۰۲۵)، ۳:۱

عہد حاضر میں انحطاط تصوف اور مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمہ اللہ کے افکار: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Current Decline of Taṣawwuf and the Thought of Mawlānā Amīr Muḥammad Akram Aʿwān (RA): An Analytical Study

Dr. Mubbasher Hassan [a]

[a] Associate EST, School Education Department Mandi Bahauddin
Corresponding author's email: awan.ghazi@gmail.com

How to cite: Dr. Mubbasher Hassan, "*The Current Decline of Taṣawwuf and the Thought of Mawlānā Amīr Muḥammad Akram Aʿwān (RA): An Analytical Study,*" *Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies* 3, no. 1 (2025): 39-65.

ABSTRACT

The Sufism, In the Holy Qur'an, it is called Tazkia and Ihsan in Quran and Hadith. It is the most important branch of Islam. Like Hadith, Seerah, interpretation and Fiqh, Sufism and its holders have been performing their services since the first century. People of every age have been associated with this branch of action and character. Orders of Sufism is numerous. But four Orders (Naqshbandi, Qadri, Suhrawardy and Chishti) became more famous. It is clear from the study of the history of Islam that Sufism and its holders have been blessed with more value than other departments in every era. For this reason, the greedy people impersonated this great department, wherever they got their interests, they attacked its value and prestige and caused its decline. The modern era is more unfortunate in the sense that the impersonation of Sufism has reached its peak. In this research article, the decline of Sufism in the present era is pointed out and its solution is also presented in the light of the thoughts of Sheikh Silsila Naqshbandi Owaisi Hazrat Maulana Muhammad Akram Awan R.A. He was the great thinker of the twentieth and twenty first centuries.

Keywords: Taṣawwuf, Spiritual Decline, Mawlānā Aʿwān, Contemporary Sufism, Analysis

Mention in the table a brief sketch of Second author's Contribution:- (Maximum two Authors allowed only)

C

All Contents of this publication is copyrighted and property of *Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies*, and restricted to commercial use. It allows Research uses only, provided that original author(s) and sources should be credited with a proper academic referencing.

تمہید

تصوف، تزکیۂ نفس اور درجۂ احسان کے حصول کا نام ہے۔ یہ دین اسلام کا اہم ترین شعبہ ہے۔ علوم نبوت کے دو پہلو ہیں۔ تعلیمات نبوت ﷺ اور برکات نبوت ﷺ۔ تعلیمات نبوت ﷺ کے حصول کے لیے اہم ترین شعبہ جات تفسیر، حدیث اور فقہ ہیں۔ اسی طرح برکات وکیفیات نبوت ﷺ کے حصول کا شعبہ تصوف ہے۔ تاریخ اسلام اس بات کی عکاس ہے کہ دین مبین کی خدمت میں ان تمام شعبہ جات کا ہمیشہ ساتھ رہا ہے۔ ہر دور میں دشمنان اسلام اور دنیاپرست لوگوں نے اپنے مفادات کے حصول کے لیے ان مقدس شعبہ جات کو استعمال کرنے اور انھیں حتی المقدور نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں۔ عروج وزوال کی داستانوں میں جب شعبہ تصوف کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حاملین تصوف ہمیشہ معاشرہ کے برگزیدہ لوگ رہے ہیں اور اشاعت اسلام اور فلاح انسانیت کے لیے ان کی مثالی خدمات ہیں۔ مخلصین شعبہ نے ہر دور میں تصوف میں شامل ہونے والی خرافات کی نشاندہی اور بیخ کنی بھی کی۔

معاصر دور میں بھی یہ شعبہ دشمنان اسلام اور مادیت پرست لوگوں کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہوا ہے اور اہل حق نے ان ریشہ دوانیوں کو چیلنج کیا اور شعبہ تصوف کے انحطاط کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اس کے علاج سے بھی آگاہی فراہم کی ہے۔ انھی شخصیات میں ایک معروف نام مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ زیر بحث تحقیقی مضمون میں عصر حاضر میں انحطاط تصوف کی نشاندہی اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی روشنی میں اس انحطاط کا علاج پیش کیا گیا ہے۔

مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ (م۲۰۱۷ء) کی ہمہ جہت شخصیت، بطور استاد، کاشتکار، بزنس مین، ماہر تعلیم، شاعر، مفسر، مفکر، محدث، شارح، سیاح، طبیب، ادیب، مزاح نگار، صحافی، سیاستدان اور ایک صوفی شیخ کی حیثیت سے عملی زندگی میں فعال نظر آتی ہے۔ تصوف کے ایک عظیم سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ اور تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر کی حیثیت سے زیادہ معروف ہوئے۔ جواں عمری سے وقت وصال تک دین مبین کی خدمت کا فرض سرانجام دیتے رہے۔ تصوف میں آپ کی خدمات نمایاں نظر آتی ہیں۔

قرون اولیٰ سے عصر حاضر تک سلاسل تصوف اور حاملین تصوف بقدر استطاعت تزکیۂ نفس کا عظیم فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ آپؒ، وادیٔ کوہسار کے علاقہ ونہار کے ایک تعلیم پسند، افواج پاکستان سے منسلک، زمیندار خاندان میں پیدا (۳۱دسمبر ۱۹۳۴ء) ہوئے۔ جواں عمری میں، سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے مجدد شیخ اور ولی کامل، بحر العلوم

حضرت العلاّم مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۴ء)[1] سے منسلک ہوئے۔ تقریباً نصف صدی، مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ اور حضرت العلاّم مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ منتخب ہوئے۔

جہاں علمائے ظواہر تعلیمات نبوت ﷺ کی ترویج کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں وہاں مشائخ تصوف کی منزل کیفیاتِ قلبی اور برکاتِ نبوی ﷺ کی تقسیم" ہے۔ مشائخ تصوف، رسول کائنات ﷺ کے فرمان اقدس "اَنَا قَاسِمٍ وَ االله يُعطِی[2] کی سنّت مطہرہ کے مطابق حاملین تصوف کی تربیت کا فرض ادا کرتے رہے ہیں۔

مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ نے دین مبین کے تمام شعبہ جات، بالخصوص شعبہ تصوف میں گراں قدر علمی و عملی خدمات سر انجام دیں۔ اپنی تفاسیر میں تصوف کی ابحاث پیش کرنے کے ساتھ ساتھ، اس موضوع پر ارشاد السالکین [3]، کنز الطالبین [4]، طریقِ نسبتِ اویسیہ[5]، رموزِ دل [6]، کنوزِ دل[7] جیسی قریباً چالیس کتب تصنیف فرمائیں۔ اسی موضوع پر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ(م ۱۹۴۳ء) کی کتاب "مسائل السلوک من کلام ملک الملوک[8]" اور حضرت العلام مولانا اللہ یار خان ؒ کی کتاب "دلائل السلوک"[9] کی انتہائی سہل شروح پیش فرمائیں۔

آپ ؒ، زندگی بھر خلق خدا کو دین مبین سے آشنا کرنے اور تصوف کے مشہور سلسلہ، نقشبندیہ اویسیہ کے نظام تربیت سے، لوگوں کی تربیت کا فرض ادا کرتے رہے۔ زندگی کے شب و روز اشاعت اسلام، اتفاق و اتحاد امت،

---

1. He was born in 1904 in his native village Chakdala, district Mianwali. He started teaching. In 1936, he entered the field of Sufism and achieved perfection in it with continuous efforts of 24 years.
In 1962, he started the training of students in a different way. Today, his students are present in every corner of the world.

2. Al-Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismail, Al-Jami'a al-Sahih, Kitab al-Ilm, Volume I, Hadith No. 72, Riyadh, Dar- al- Salaam, 1999.

3. Awan, Amir Muhammad Akram, Irshad al-Salkeen, Munara, Chakwal, Dar al-Irfan, 2016.

4. Awan, Amir Muhammad Akram, Kanz.al. Talibeen, Munara, Chakwal, Naqshbandiyya Owaisya Institute, Darul Irfan, 2000.

5 Asia Awan, Tariq al-Suluk fi Adaab al-Shayukh, Faisalabad, Al-Khair Publications, S.N.

6. Awan, Amir Muhammad Akram, Ramoz e Dil, Munara, Chakwal, Naqshbandiyya Owaisya Institution, Darul Irfan, 2009.

7. Awan, Amir Muhammad Akram, Kanuz e Dil (Sharh Ramuz e Dil), Minara, Chakwal, Naqshbandiyya Owaisiya Institution, Darul Irfan, 2010.

8. Thanvi, Ashraf Ali, Maulana, Masal al-Salu k min kalam Malik al-Muluk, Lahore, Idara Islamiat, 1990.

9. Allah yar Khan, Maulana, Hazrat, Dalail al-Suluk, Munara, Chakwal, Darul Irfan, Naqshbandiyya Owaisya Institution, 2013.

نفاذِ اسلام اور احیائے دین کے لیے صرف کیے۔ اسی فرض کی تکمیل کے لیے دنیا بھر کی سیاحت کی۔ اور اپنے سفر نامہ "غبارِ راہ"[10] میں امت مسلمہ کی زبوں حالی، عالمی ثقافت اورامت مسلمہ کو درپیش مسائل کا حل بھی پیش کیا ہے۔

۱۹۹۳ء میں، رب کی دھرتی، رب کا نظام کے منشور کی حامل تنظیم الاخوان قائم کی۔ جس کا منشور بالترتیب اپنی ذات، خاندان، وطن اور پھر روئے زمین پر اسلام کا نفاذ ہے۔ یہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی ایک ذیلی تنظیم ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ اور تنظیم الاخوان سے وابسطہ افراد کی ایک کثیر تعداد دنیا بھر میں موجود ہے۔

وابسطہ افراد کی عملی تربیت کے لیے، شریعت و طریقت کے راہنما اصولوں سے مزین نصاب ترتیب دیا۔ یہ نصاب قرآن وحدیث، سیرت طیبہ، فقہ اور عربی زبان و ادب کی تعلیمات کا مرقع ہے۔ ایمانیات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، معاشیات، عدالت اور معاشرت اس تربیتی نصاب کے اہم موضوعات ہیں۔

خواتین کی تربیت اور فعال معاشرتی کردار کے لیے "الاخوات" کے نام سے تنظیم قائم کی۔

تفسیری ادب میں خدمات سرانجام دیتے ہوئے چھ جلدوں پر مشتمل اردو تفسیر "اسرارالتنزیل"[11]، اکتیس جلدوں پر مشتمل بیانیہ تفسیر "اکرم التفاسیر"[12]، تصنیف فرمائیں۔ ان تفاسیر کے اہم مضامین میں، عقائد واحکامات کی تفاصیل، تصوف اور حالات حاضرہ کے مسائل اور ان کا علاج ہیں۔ اسرارالتنزیل مجمل ہے اور اکرم التفاسیر مفصل انداز بیان پر مشتمل ہے۔ اپنی علاقائی زبان پنجابی میں بھی تفسیر پیش فرمائی جس کا نام "رب دیاں گلاں" ہے۔ "اپنا ٹی وی چینل" سے یہ تفسیر ٹیلی کاسٹ ہوئی۔ یہ تفسیر رب دیاں گلاں، تاحال سی ڈیز اور ڈی وی ڈیز وغیرہ کی شکل میں موجود ہے اور زیر طباعت ہے۔ امید ہے ان شاءاللہ بہت جلد زیور طباعت سے آراستہ ہو جائے گی۔

آپؒ مفسر قرآن اور مترجم قرآن ہیں۔ آپ نے قرآن پاک کا انتہائی سہل ترجمہ "اکرم التراجم"[13] کے نام سے پیش کیا جو کہ قدرت اللہ کمپنی لاہور نے شائع کیا۔

---

10. Awan, Ameer Muhammad Akram, Ghaba e Rah, Lahore, Owaisiya Library, 2016.

11. Awan, Ameer Muhammad Akram, Asrar-ul-Tanzil, Lahore, Owaisiya Library, 2009.

12. Awan, Ameer Muhammad Akram, Akram al-Tafaseer, Lahore, Owaisiya Library, 2018.

13. Awan, Amir Muhammad Akram, Akram al-Tarajum, Lahore, Qudratullah Company, 2018.

اصلاح امت کے لیے شاعری کو بھی امت کی اصلاح کا ذریعہ بناتے ہوئے، شاعری کی دنیا میں سات اردو شعری مجموعے گردِ سفر(14)، دیدۂ تر(15)، متاعِ فقیر(16)، نشانِ منزل(17)، آس جزیرہ(18)، کون سی ایسی بات ہوئی ہے(19)، سوچ سمندر[20] اور ایک پنجابی زبان میں دِل دروازہ(21) کے نام سے مجموعہ کلام پیش کیا۔ شاعری میں صوفیانہ کلام کی عکاسی کے ساتھ ساتھ تمام اصناف پر اشعار موجود ہیں۔ آپ کی شاعری میں محبت رسول ﷺ اور امت مسلمہ کے لیے درد کا غلبہ نظر آتا ہے۔ ایک مقام پر عشق رسالت ﷺ کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں۔

"اے بادِ صبا گر گزرو تم اس شہر کے روشن رستوں سے
ان روشن روشن گلیوں سے جہاں بستا ہے محبوب ﷺ میرا
جہاں رات بھی دن ہو جاتی ہے واں تاریکی کا گزر نہیں
تیری بھی تو وہی منزل ہے جہاں بستا ہے محبوب میرا
انھیں دیکھنا میری آنکھوں سے وہاں میرا دل قربان کرنا
در چومنا میرے ہی لب سے وہاں بستا ہے محبوب میرا" (22)

دینی حمیت اور اقامت دین کی عکاسی کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

"ہے نمونہ خلق نبوی ﷺ کا حسینؓ
دار دنیا کی طلب کا در یزید
کٹ گیا سر، جھک نہ پایا یہ حسین
جھک گیا باطل کے جو در پر، یزید

[14]. Awan, Amir Muhammad Akram, Gird Safar, Manara, Chakwal, Naqshbandiyya Owaisya Institution, Darul Irfan, 2016.

[15]. Awan, Amir Muhammad Akram, Deeda Tar, Munara, Chakwal, Naqshbandiyya Owaisya Institute, Darul Irfan, 2016.

[16]. Awan, Ameer Muhammad Akram, Mata e Faqir, Munara, Chakwal, Naqshbandiyya Owaisya Institute, Darul Irfan, 2016.

[17]. Awan, Ameer Muhammad Akram, Nishan e Manzil, Rawalpindi, Zawiya Publishers, 1994.

[18]. Awan, Ameer Muhammad Akram, As Jazira, Lahore, Owasia Library, 2016.

[19]. Awan, Ameer Muhammad Akram, Kaon si aisi baat hui hay, Munara, Chakwal, Institute of Naqshbandiyya Owaisya, Darul Irfan, 2016.

[20]. Awan, Amir Muhammad Akram, Souch Samundar, Munara, Chakwal, Institute of Naqshbandiyya Owaisya, Darul Irfan, 2016.

[21]. Awan, Amir Muhammad Akram, Dil Darwaza, Munara, Chakwal, Naqshbandiyya Owaisya Institution, Darul Irfan, 2016.

[22]. Gard e Safar, 26.

آج بھی حق کی علامت ہے حسین
آج بھی ہے ظلم کا مظہر یزید
خود کو دیکھو کون سی صف میں ہو تم
جس کا قائد ابن حیدرؓ یا یزید"[23]

خدمت خلق کے لیے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی ذیلی، فلاحی تنظیم الفلاح فاؤنڈیشن کے نام سے قائم کی۔ الفلاح فاؤنڈیشن نے ملکی طور پر ہر نازک صورت حال میں خدمات سر انجام دینے کے ساتھ ساتھ مستقل طور پر ملک کے طول و عرض میں فری میڈیکل کیمپس کا انعقاد کر کے دکھی انسانیت کی خدمت میں کوشاں نظر آتی ہے۔

دینی اور دنیوی علوم کے امتزاج سے مزین صقارہ ایجوکیشن سسٹم کے بانی اور سرپرستِ اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے آپ ایک ماہر تعلیم بھی تھے۔ صقارہ ایجوکیشن سسٹم کے نام سے دینی و دنیاوی علوم کا ایک خوب صورت نظام پیش کیا۔صقارہ اکیڈمی دارالعرفان منارہ ضلع چکوال کا سنگ بنیاد وطن عزیز پاکستان کے صدر جنرل ضیاءالحق مرحوم نے رکھا۔ اس سسٹم سے فارغ التحصیل طلبہ و طالبات مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔

شعبہ طب میں بھی کام کیا۔ آپ ایک نباض حکیم اور چند یونانی ادویات[24] کے موجد بھی تھے۔ نشانہ بازی میں ایسی مہارت تامہ کہ شکار کے میدان میں نامور شکاریوں سے داد شجاعت حاصل کی۔ فن تقریر و خطابت میں باکمال انداز رکھتے تھے۔ آپ کی محافل میں عام آدمی، علمائے کرام، ہر عمر اور شعبہ کے لوگ مستفید و مستفیض ہوتے تھے۔

مختلف موضوعات کے تحت دین مبین کا پیغام پہنچایا۔ آپ کے فرمودات خطبات امیر، کنزالطالبین، طریق نسبت اویسیہ کی شکل میں طبع ہوئے۔ "نقوش[25]" نامی تصنیف آپ کے فرمودات کی جامع ہے۔ جن موضوعات پر آپ نے زندگی بھر تقریر و تحریر کے ذریعے پیغام اسلام پہنچایا ان میں ذکرِ الٰہی، عظمت و معرفتِ باری تعالٰی، حصولِ رضائے باری، عشق رسالت ﷺ، اطاعتِ رسول ﷺ، اتباعِ نبی ﷺ، غزوۃ الہند اور غلبہ اسلام سرفہرست ہیں۔

---

23. Awan, Ameer Muhammad Akram, As Jazira, Lahore, Owaisiya Library, S.N, p.108
24 Cough go and pain go tablets etc.(These are available at Darulirfan Munara Distt.Chakwal)
25. Awan, Ameer Muhammad Akram, Naqoosh, Lahore, Owaisiya Library, 2013.

دین مبین کی تعریف سے آپ کی فکر کی عکاسی ہوتی ہے۔ آپ کے نزدیک اسلام ایک ایسی قربانی کا نام ہے جس میں سب سے پہلے اپنی پسند وناپسند کو قربان کرنا پڑتا ہے اور اس کا حاصل ایک خوب صورت اور مزیدار زندگی کی شکل میں نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"اسلام نام ہے بے انتہا مزے سے زندگی بسر کرنے کا، ایک ایسی زندگی، ایک ایسا طرزِ حیات جس کے اپنانے میں نہ یہاں کھٹکا ہو اور نہ وہاں کھٹکا ہو۔"[26]

ایک اور مقام پر یوں رقمطراز ہیں:

"اسلام ایک بہت بڑی قربانی کا نام ہے اور اللہ کی ذات وصفات پر ایمان لانے کے بعد انسان کی پسند وناپسند ختم ہو جاتی ہے اور یہ بھی اپنی پسند سے مقرر نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایمان بالرسالت سے مراد ہی یہی ہے کہ تمام امور میں رہنمائی رسول اللہ ﷺ سے حاصل کی جائے گی۔"[27]

"طریق نسبت اویسیہ" میں بحث کرتے ہوئے اسلام اور تصوف کے تعلق کی عکاسی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"انسانی زندگی میں بہت سے نشیب و فراز آتے ہیں اور زندگی کوئی پسندیدہ چیزوں کے جمع ہونے کا نام نہیں ہے کیونکہ ہماری پسند کچھ اور ہوتی ہے اُس کے فیصلے کچھ اور ہوتے ہیں ہماری پسند کمزور ذہن کی عکاس ہوتی ہے، اُس کے فیصلے کائناتِ بسیط کو دیکھ کر ہوتے ہیں۔ ہماری نظر میں ہم ہوتے ہیں، اس کی نظر میں اس کی ساری کائنات ہوتی ہے۔ وہ رب العالمین ہے۔ ہم اپنی ذات کے بارے فکر کرتے ہیں وہ اپنی ساری خلق کے بارے سوچتا ہے۔ تو زندگی میں پسند کے فیصلے نہیں آتے، پسند کو اس کے فیصلوں کے مطابق ڈھالنا پڑتا ہے اور یہی تصوف ہے۔ انسان اگر اپنی پسند کو نافذ کرنے کی فکر میں پڑ جائے تو ساری زندگی دُکھی رہتا ہے۔ اپنی پسند کو اُس کے فیصلوں کے مطابق ڈھالنا ہی اسلام ہے۔"[28]

آپ کے نظریات کے عمیق مطالعہ سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ آپ امت مسلمہ کے لیے درد دل رکھنے والی شخصیت تھے۔

---

26. Awan, Muhammad Akram, Maulana, Kanz al Talibeen, 256.
27. Ibid, 257
28. Awan, Mohammad Akram, Maulana, Tareeq e Nisbit e Owaisiya, p. 128

آپ کے ہم عصر مشائخ عظام اور علمائے کرام نے جہاں آپ کی فکر کو ایک عملی فکر قرار دیا ہے وہاں شاعری کی دنیا میں کئی ایک شعرائے کرام جن میں سے جناب منیر نیازی (م ۲۰۰۶ء)،[29] مشہور کالم نگار ڈاکٹر محمد اجمل نیازی[30] اور ادیب و مزاح نگار کرنل محمد خان (م ۱۹۹۹ء)[31] نے بھی آپ کی شخصیت پر انتہائی مثبت انداز سے اپنے اپنے خیالات پیش کیے ہیں۔

مولانا محمد اکرم اعوان کی پوری زندگی آپ کی فکر کی عکاس ہے۔ اپنی شاعری کے مقاصد درج ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

> "اگر میری یہ گزارشات کوئی بیداری پیدا نہ کر سکیں، کسی آنکھ کو نم نہ کریں، کسی دل میں ٹیس نہ اٹھے تو پھر شعروں کی تعریف بھی ہو گی تو مجھے کوئی خوشی نہ ہو گی۔ اللہ کرے یہ الفاظ اگرچہ اس قابل تو نہیں مگر دلوں کو عظمت الٰہی عشق رسول ﷺ اور حقانیت اسلام کی طرف متوجہ کر سکیں۔ اللہ قادر ہے اگر وہ چاہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے اور اسی کی بارگاہ سے امید کرم ہے۔ نعت میں بھی بصد ادب قوم کا احوال اس بارگہ عالی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے نظر کرم کا امیدوار ہوں۔"[32]

"عصر حاضر میں انحطاط تصوف اور مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کی روشنی میں اس کا حل" زیر بحث مضمون کا عنوان ہے۔

ابو نصر سراجؒ، کتاب اللمع میں تصوف کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(صفائے قلب، حسن خلق اور اتباع شریعت رسول اللہ ﷺ کا نام تصوف ہے) (33)

مولانا امیر محمد اکرم اعونؒ نے سالکین تصوف کی راہنمائی کے لیے ایک مختصر مگر جامع رسالہ 'رموز دل' تصنیف فرمایا اور 'کنوز دل' کے نام سے اس کی جامع شرح فرمائی۔ کنوز دل میں آپ فرماتے ہیں:

"اسلام میں تصوف کیا ہے؟ یہ سمجھنا ضروری ہے۔ تصوف میرے نزدیک لفظ تزکیہ کا ترجمہ ہے جس سے

---

29. Famous poets of Urdu and Punjabi language
30. A famous columnist
31. Famous novelist and humorist
32. Awan, Ameer Muhammad Akram, Nishan e Manzil, Rawalpindi, Zavia Publishers, 1994, 7, 8
33. Abu Nasr Siraj, Kitab al-Luma fi al.tasawwuf (translated by Syed Asrar Bukhari), Lahore, tasawwuf Foundation, 2000, 63.

مراد دل کی صفا ہے اور صفائے دل کا پہلا نتیجہ یہ ہے کہ عقائد نتھر کر شفاف ہو جاتے ہیں عظمتِ باری کا یقین، رسالت پر ایمان اور ضروریاتِ دین کے ساتھ پختہ تر ایمان نصیب ہوتا ہے۔ جیسا کہ ترتیبِ قرآنِ کریم سے ظاہر ہے:

"یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ "[34]

کہ دعوت کے بعد پہلا کام، جو قبول کرے اس کا تزکیہ ہے اور اس کے بعد تعلیمِ کتاب وحکمت ہے۔ تو واضح ہے کہ بغیر تزکیہ کے بندہ کتاب وحکمت سے استفادہ کی اہلیت ہی نہیں پاتا اور اس درجہ یقین نصیب نہیں ہو سکتا جو اتباع اور اطاعت پر مجبور کر دے اور نافرمانی سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو جو مطلوب ہے۔"[35]

تزکیۂ نفس اور درجۂ احسان کا حصول دراصل خاصۂ تصوف ہے۔ اور ایمان، اسلام اور احسان دین الٰہی کے تین اہم حصے ہیں۔ تزکیہ واحسان روح اسلام ہے۔ اسلام کی بنیادوں میں روح تصوف شامل نظر آتی ہے۔ قرون اولیٰ سے عصر حاضر تک حاملین تصوف نے انسانیت کے تزکیہ نفس کے لیے دوسرے اہم شعبہ جات کی طرح بھرپور خدمات سرانجام دی ہیں۔

دین اسلام کے تمام شعبہ جات مخالفین وناقلین کی ریشہ دوانیوں کا شکار رہے ہیں۔ باقی شعبہ جات کی طرح مشائخ تصوف نے بھی اس شعبہ کی اصل کو قائم رکھا۔ عصر حاضر میں شعبہ تصوف اپنے انحطاط کی بلندیوں کو چھو چکا ہے۔ اس مضمون میں اس انحطاط کا سبب بننے والے اہم عناصر اور ان کے حل کے لیے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے افکار پیش کیے گئے ہیں۔

جہالت

اسلامی تعلیمات کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دین اسلام، دراصل جہالت کے خلاف ہے۔ کفر وظلم کی بنیادی وجہ ہی جہالت ہے۔ اسی لیے قرآن وسنت کی تعلیمات میں جہالت کی پرزور مذمت کرنے کے ساتھ، حصول علم کو سرفہرست رکھا گیا ہے اور ہر صاحب ایمان کے لیے علم حاصل کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ جہالت نے انسان کو ہمیشہ گناہ وظلم کی تاریکیوں میں الجھائے رکھا۔ اور اقوام عالم بے سکونی اور فساد کی لپیٹ میں رہیں۔

عصر حاضر کے شعبۂ تصوف میں انحطاط کی بنیادی وجہ بھی علم سے دوری ہے۔ جہالت نے شعبہ تصوف کو جس طرح متاثر کیا ہے، اس کی گواہ معاشرتی زندگی ہے اور پھر سوشل میڈیا نے اس کی حالت زار کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔

---

34. Aal-e-Imran: 164
35. Kanuz e dil, 12.

ایمان و اسلام اور شریعت مطہرہ کے تقاضے کیا ہیں؟موجودہ دور کے تصوف کے نام نہاد ٹھیکے دار بالکل اس سے نا آشنا ہیں۔عقائد وعبادات، ضروریات دین، تصوف اور اس کی مبادیات کیا ہیں اور اس شعبہ کے تقاضے کیا ہیں؟ایسے لوگ کب جانیں گے جن کا مطمع نظر صرف دنیا ہو۔

مروجہ تعلیمی نصاب میں دینی علوم اور عملی تربیت کے فقدان سے معاشرتی زندگی کی اعلٰی اقدار گراوٹ کا شکار ہوئی ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ دینی زندگی سے دور ہوتا جارہاہے وہاں دینی علوم کے حامل حضرات کی زندگیاں تزکیہ نفس سے عاری ہیں اور شعبۂ تصوف کا انکار کرتے نظر آتے ہیں۔مادیت پرستی کے عفریت نے معاشرتی زندگی کو قابو میں لے رکھاہے۔

حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے تقریباً ساٹھ سال شعبہ تصوف میں گزرے۔ آپ نے جہاں معاشرتی مسائل کی نشاندہی کے ساتھ ان کا حل پیش کیاہے۔وہاں شعبۂ تصوف کا انحطاط اور اس کا فکری اور عملی حل بھی پیش کیاہے۔

حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ جہالت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قرآن کریم کی نظر میں وہ بندہ جو عظمتِ الٰہی کے مظاہر دیکھ کر بھی اللہ کو نہ پہچانے،وہ بندہ جو اللہ کا کلام دیکھ کر اللہ کے کلام کو نہ پہچانے،وہ بندہ جو خود محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی نہ پہچانے، اللہ کے نزدیک جاہل ہے۔ اس سے بڑی جہالت کیا ہوگی کہ کسی کو محمد رسول اللہ ﷺ کی پہچان بھی نہ ہو'کسی کو عظمتِ الٰہی کی بھی پہچان نہ ہو۔"[36]

گویا، مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عظمت الٰہی اور عظمت رسالت ﷺ سے واقفیت ہی علم ہے۔

سورہ آل عمران میں اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں:

"شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ"[37]

(اللہ گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتے اور اہل علم جو انصاف پر قائم ہیں (گواہی دیتے ہیں) کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ غالب ہیں حکمت والے۔)

---

[36] Akram Al-Tafaseer, Volume 1, p. 174
[37] Al e Imran: 18

درج بالا آیت کے تحت، مولانا محمد اکرم اعوانؒ نے ایمان، اسلام اور علم کے تعلق پر خوب صورت بحث کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"اللہ خود گواہ ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ اس کی ذات، اس کی صفات اور تمام مظاہر و مصنوعات اس کی توحید پر گواہ ہیں اور فرشتے جو اس کے مقرب ہیں۔ اپنے اذکار و تسبیح میں اور اطاعت میں اس کی توحید کے شاہد ہیں۔ اسلام کیا ہے؟ ہر دور کے اہل علم نے بھی شہادت دی کہ وہ لاشریک ہے۔ اہل علم سے مراد ایسے لوگ جو انبیاء سے سیکھ کر یا کائنات عالم میں غور کرکے توحید باری کو پا سکیں۔ خواہ ضابطہ کے عالم ہوں یا نہ۔ ورنہ ایسے لوگ جو اللہ ہی کو نہ پہچان سکیں کتنے علوم بھی سیکھ جائیں عند اللہ جاہل ہی ہوں گے کہ سب سے بڑی حقیقت تو اسی کی ذات ہے۔ اس سے جاہل رہنے والا کب عالم ہو سکتا ہے؟۔"(38)

معرفت الٰہی پر خوب صورت بحث کرتے ہیں:

"اس کی ذات ایسی ہے کہ جس کسی نے اس کی معرفت کا ایک شمہ بھی پایا وہ اسی کا ہو رہا، سبحان اللہ۔

اے عزیز! جس نے اس کی اس عموم معیت کو جانا اس نے مثلِ بے پایاں عنایات کا علم حاصل کیا۔ لامحالہ اس کا قلب دربارِ باری تعالیٰ میں جھک گیا، اس کا وجود اطاعت شعار بن گیا، تقویٰ ذکر فکر اس کا اوڑھنا بچھونا بن گیا کیونکہ اس کی ذات ہی ایسی ہے۔"(39)

معرفت الٰہی اور عظمت رسالت ﷺ سے ناآشنائی ہی جہالت ہے اور اسی جہالت کا پھل کفر ظلم ہیں۔

مولاناؒ نے اپنی تقاریر و تصانیف میں علم پر خوب صورت ابحاث پیش فرمائی ہیں۔ علم پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"علم سن کر حاصل کیا جائے، پڑھ کر حاصل کیا جائے، تجربے سے حاصل کیا جائے یا اللہ کسی کے سینے میں ڈال دے۔ جن لوگوں کی نگاہ محمد رسول اللہ ﷺ کے رُخ انور پہ پڑی اور دل میں ایمان تھا تو ان کے قلوب میں بغیر کسی مدرسے میں گئے اور بغیر کوئی کتاب دیکھے علم کے سمندر جمع ہو گئے۔ انھیں عظمتِ الٰہی کی وہ شناسائی ہوئی جو کسی دوسرے کو نہیں ہو سکتی۔ صداقتِ پیامبر ﷺ پہ انھیں وہ یقین ہوا، جس کا معیار ان کے بعد کوئی دوسرا نہیں ہے۔ احقاقِ حق اور باطل کی پہچان انھیں ایسی ہوئی کہ ان کا ثانی دنیا میں کوئی نہیں ملتا۔ علم اسے کہتے ہیں خواہ وہ

38. Israr al-Tanzeel, Volume I, 310.
39. Tareeq e Nisbat e Owaisiya, 435.

ایک جملہ ہو۔ علم وہ ہے جو بندے کا مزاج بدل دے، اس کی سوچ بدل دے، اس کا دل بدل دے، اس کے خیالات بدل دے اور سب کچھ تبدیل کر دے۔ جو بھلائی کی طرف بدل دے وہ علم ہے اور اگر کوئی بے شمار کتابیں پڑھے اور دنیا بھر کی یونیورسٹیوں کی ڈگریاں حاصل کر لے لیکن وہ اچھا آدمی نہیں بن سکا تو وہ جاہل ہے۔"(40)

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک علم، معرفت حق کا نام ہے اور عدم معرفت جہالت اور بے عقلی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"حقیقی عقلمند وہی ہے۔ جس نے حضور ﷺ کے ارشاد کے مقابلے میں اپنی عقل کو لاشے جانا اور عقلمندی اتباع میں سمجھی کہ اختلاف حقیقتاً بے عقلی ہے۔ ان سے اختلاف رکھنے والے خواہ عقائد میں ہوں یا اعمال میں بے عقل ہیں اور بے علم بھی ہیں کہ علم نام ہے حق کو جاننے کا۔ ایسے علوم جو حق سے آگاہ نہ کر سکیں حقیقتاً بے عقلی ہے۔ **علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است**"
(41)

مولانا رحمۃ اللہ علیہ، علم کی اقسام اور ان علوم کے منبع و خزانہ کے بارے میں بھی فکر انگیز تبصرہ کرتے ہیں:

"علم کی اقسام دو ہیں مادی اور روحانی علوم مادیہ یا مادی کمالات کو سیکھنا، محفوظ رکھنا اور ان کو عمل میں لانا دماغ کا کام ہے۔ جسم مادی ہے اس کی ضروریات مادی ہیں، دماغ بھی ایک مادی جسم ہے جس کا کام جسم کی ضروریات کو جاننا اور ان کی تکمیل کی راہیں تلاش کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ مادی کمالات کے لیے ایمان ضروری نہیں، کافر بھی ڈاکٹر، سائنس دان، انجینئر وغیرہ بن سکتا ہے۔ دوسرا علم روحانی ہے روح کا تعلق عالم امر سے ہے وہاں کے علوم جاننا دماغ کے بس کی بات نہیں بلکہ دل کا کام ہے۔ وہ دل جو اس گوشت کے لوتھڑے میں اللہ نے رکھ دیا ہے جو حقیقتاً عالم امر ہی کا ایک لطیفہ ہے اللہ کی ذاتی عظمت کا شعور اس کی صفات کا ادراک آسمان سے بالا کی باتیں، ارواح، برزخ، آخرت، موت یا بعد الموت، حشر و نشر، ثواب و عذاب، جنت، دوزخ یہ سب وہ حقائق ہیں جن کو روحانی علوم کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے جن کا مہبط دل ہے۔ اگر دماغ میں صلاحیت ہوتی تو ساری کائنات میں سب سے افضل دماغ بھی محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے آپ ﷺ کے دماغ کو خطاب فرمایا جاتا یا ان علوم کی تعلیم دی جاتی مگر نہیں۔"(42)

40. Akram al-Tafaseer, 1: 174-175.
41. Asrar al-Tanzil, 1: 21.
42. Asrar Al-Tanzil, 1: 88-89.

مولاناؒ کا تعلق چونکہ تصوف کے مشہور سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ سے ہے۔ مشائخ تصوف کے ہاں علم کی حیثیت و اہمیت اور تصوف و علم کے تعلق کو مختصر مگر جامع انداز میں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"صوفیاء اپنا خلیفہ یا نائب اس کو بناتے ہیں جس پر انھیں اعتماد ہو کہ اس فن میں اس کے پاس صرف عمل نہیں علم بھی ہے۔ مجاہدہ اور عمل تو ضروری بات ہے لیکن مجاہدہ تو سارے لوگ کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے تو سارے لوگ کوشش کرتے ہیں لیکن اسے جاننا، اس کی باریکیوں کو سمجھنا فضیلت کا سبب ہے اور خلافت کے لیے صرف عمل ہی نہیں، علم بھی ضروری ہے اور یہ علم کتابوں سے نہیں ملتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کون سی کتاب پڑھی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کتنے لوگ تھے جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے لیکن جس مسئلے پر صحابہ کرام کی رائے آجائے تو سارے لکھنے پڑھنے والے خاموش ہو جاتے ہیں، اس لیے کہ انھوں نے محمد رسول ﷺ سے سن کر جواب دیا، جو جاننا ہے وہ محض لکھنے پڑھنے کا نام نہیں ہے۔ وہ جانتے تھے، اللہ چاہے تو کسی کو اپنی طرف سے علم کا خزانہ عطا کر دے۔"[43]

علم و عمل کا تعلق بڑے خوب صورت انداز میں پیش کرتے ہیں اور اس سلسلے میں یہود کی مثال دے کر سمجھاتے ہیں۔

"علم کی صفت یہ ہے کہ انسان کا کردار علم کی روشنی میں ڈھل جائے اور اگر عمل کو متاثر نہ کرے تو وہ علم نہ ہو گا محض خبر کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ بڑی بڑی کتابیں پڑھنے کے باوجود ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی گدھے پر بڑی بڑی کتابیں لادی گئی ہوں کہ علوم تورات کا انھیں کوئی فائدہ نہ ہوا اور باوجود تورات میں سے جاننے کے اللہ کی کتاب کا انکار کر دیا اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا برائی کر سکتے تھے۔ اور اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں فرماتا۔"[44]

قرآن مجید نے قلب انسانی کو بہت اہمیت دی ہے اور نزول قرآن کے لیے بھی آقائے نامدار ﷺ کے مبارک قلب کا انتخاب فرمایا گیا۔ اس ظاہر ہوتا ہے کہ علم کی بنیاد ہی قلب ہے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفاسیر میں قلب پر محققانہ ابحاث فرمائی ہیں۔ آپ کے نزدیک حصول علم کے لیے، اصلاح قلب بنیاد ہے اور اصلاح قلب کے لیے ضروری ہے کہ اسے خرافات اور فضولیات سے بچایا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رب جلیل نے یہ نعمت صرف اپنی معرفت کے لیے عطا فرمائی ہے۔ فؤاد اور دل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

43. Ibid, 1: 84-85

44. Asrar al-Tanzil, 6: 248.

"انسانی دل یا فؤاد دل کا وہ اندرونی حصہ یا کیفیت جس میں خواہش پیدا ہوتی ہے وہ تو انسان کو اس لیے عطا ہوا تھا کہ اس میں اللہ کی طلب پیدا ہو، اس سے محبت پیدا ہو اور اس کے عشق کا شعلہ بھڑکے مگر انسان نے خرافات اور فضول باتیں سن کر ناروا اور فضول مناظر دیکھ کر اسے برباد کر دیا۔"(45)

مولانا رحمۃ اللہ علیہ، راہ سلوک و تصوف کو رب جلیل و کریم کی بہت بڑی نعمت قرار دیتے ہیں اور معترضین تصوف کو اعتراض کرنے کی بجائے تزکیۂ نفس کے حصول کے لیے اس شعبہ کو اپنانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

"یہ یاد رہے کہ سارا تصوف، سارا سلوک، صرف اور صرف دل کی گہرائیوں سے اتباعِ شریعت کی توفیق حاصل کرنے کے لیے ہے۔ یہ تماشا نہیں کہ آنکھ بند کی اور کچھ روشنیاں، کچھ رنگ نظر آ گئے ہرگز نہیں۔ یہ شعبدہ بازی نہیں، زندگی کی بازی ہے اور سب کچھ ہار کر نصیب ہوتی ہے۔ کہ جب بندے کو اپنی احتیاج کا صحیح ادراک ہو جائے اور عظمتِ الٰہی کو اپنی حیثیت کے مطابق سمجھنے لگے تو راہِ سلوک کی طرف متوجہ ہونے کی توفیق ملتی ہے۔ یہ اللہ کریم کی بے پناہ نعمت ہے جو بار گاہِ رسالت پناہی ﷺ سے تقسیم ہوتی ہے۔ اس پر اعتراض کرنے اور سوالات کھڑے کرنے والے اگر اتنی محنت اس کو جاننے اور سمجھنے پر صرف کریں تو انھیں ان سب جوابات بھی مل جائیں اور رحمتِ باری بھی نصیب ہو جائے۔"(46)

عقائد و اخلاق کی گراوٹ

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ معاشرے کے مثالی لوگ شعبۂ تصوف نے پیش کیے ہیں۔ لیکن عصر حاضر اس لحاظ سے بد نصیب ہے کہ نام نہاد حاملین تصوف کی زندگیاں اس عظیم شعبہ کی بدنامی کا سبب بنی ہیں۔ اور اکثر خانقاہوں پر ایسے ہی لوگ قابض ہیں۔ شرک و بت پرستی، بدتمیزی، ہوس پرستی اور تکبر نے ایسے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا پر آئے روز ایسے لوگوں کی کارگزاریاں پیش ہوتی رہتی ہیں۔

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ ایسے نام نہاد حاملین تصوف، جو کہ محاسبہ ذات سے غفلت کا شکار ہیں انھیں تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"تصوف بنیادی طور پر ہے کیا؟ تصوف اتنی سی بات ہے کہ جو کام جو عبادات آپ کرتے ہیں اس میں خلوص بھی ہو آپ کا دل بھی شامل ہو اتنی سی بات ہے۔ اب محاسبہ جو ہے ذاتی یہ عین

45. Asrar al-Tanzeel, 5: 151.
46. Kanuz e dil, 91.

دین ہے اور سب سے پہلے محاسبہ بلکہ اکثر محاسبہ ہی اپنا کرنا چاہیے، کیونکہ دوسرے کے حالات سے تو ہم واقف ہی نہیں ہیں۔ ایک آدمی رمضان شریف میں پانی پی رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں بہت برا ہے لیکن ہمیں کیا پتہ کہ اسے استسقاء کا مرض ہے۔ وہ اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ ہم اس کا محاسبہ کرنے کی بجائے اپنے حالات کا بھی پتہ ہوتا ہے اور اپنے کردار کا بھی اور اپنے دین کا بھی، تو اپنے دین کے مطابق ہر فرد کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے یہ دینی فریضہ ہے۔ تو تصوف یہ ہے کہ وہ خلوص سے کیا جائے، اداکاری نہ کی جائے۔"[47]

بدعات و خرافات کے عفریت میں مبتلا ناقلین کو دوٹوک انداز میں فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کا ولایت الٰہی سے سے بالکل کوئی تعلق نہیں ہے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ انھیں اصلاح کی دعوت دیتے ہیں اور اس کا طریقہ کار بھی بتاتے ہیں:

"ایک چھوٹے سے خوب صورت جملے میں ولایت کی تعریف بھی سمو دی گئی ہے کہ وہ ایمان رکھتے ہوں یعنی عقائد درست ہوں اور قلبی کیفیات اس درجے کی نصیب ہوں کہ وہ اطاعت کا حق ادا کر دیں اور ممکن حد تک اطاعت سے قدم باہر نہ رکھیں۔ لہٰذ بدعات میں مبتلا اور عملی زندگی سے بیگانہ لوگوں کی ولایت کا اعتبار درست نہیں۔"[48]

معاصر خانقاہی نظام میں ولایت کے نام پر بڑی بڑی خرافات پھیلائی جا رہی ہیں۔ مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ، ولایت کی تعریف بیان کر کے ایسی خرافات کی بیخ کنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولایت چیز کیا ہے؟ یہ تو ایک بے کیف تعلق ہے جس کی کوئی توجیہ ممکن نہیں مگر اس کا اثر یہ ہے کہ بندے کی اپنی رائے اور پسند تک بلکہ اس کی ذات تک فنا ہو کر اطاعتِ باری کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔"[49]

ولایت کے حصول کا طریقہ کار اور اس کے نتائج پر خوب صورت بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جسے ولایت کہا گیا ہے مشائخ کی صحبت میں نصیب ہوتی ہے جس میں دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں اول عقائد کی اصلاح اور دوم دل کی وہ کیفیت جو اطاعتِ الٰہی اور اتباع سنت پہ قائم کر دے اس کے حصول کے تین اجزاء ہیں صحبت شیخ اس کی اطاعت اور کثرت ذکر اللہ۔"[50]

---

47. Al-Murshid 10:41, (2020), p. 30
48. Asrar al-Tanzeel, 4: 126
49. Ibid
50. ibid, 127.

گویا مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ولایت نام ہے عقائد کی اصلاح کے ساتھ اتباع سنت ﷺ کا۔

اتباع سنت ﷺ سے اعراض اور بدعات و رسومات

دین اسلام کی بنیاد ہی آقائے نامدار ﷺ کا کامل اتباع ہے۔ اور حاصل تصوف بھی عشق رسالت ﷺ ہے۔ تاریخ تصوف گواہ ہے کہ اکابر مشائخ تصوف نے ہمیشہ اپنے متوسلین کی تربیت سنت رسول ﷺ کے مبارک اصولوں کے مطابق کی۔

اتباع سنت ﷺ کی وہ بنیادیں اور تربیت کا وہ منہج جو رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا، معاصر دور کے خانقاہی نظام میں اس کی مثالیں نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔

اتباع سنت ﷺ کی رونق آفرینی جب زندگی سے عنقا ہو جائے تو پھر نہ صرف تصوف، بلکہ پورا دین خرافات و رسومات کا پلندہ رہ جاتا ہے۔ پھر یہی نتائج ملتے ہیں جو آج کی اکثر خانقاہوں میں نظر آتے ہیں کہ عقیدت کے نام پر قبروں کو سجدے، عرس و قوالی کے نام پر میلے، مرد وزن کا اختلاط، بے حیائی، شراب نوشی، ناچ گانے کی محافل کو دین سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ دور حاضر کی اکثر خانقاہوں کے پاس سب کچھ ہے مگر اسلام نہیں۔

معاصر دور کے خانقاہی نظام کی اس زبوں حالی اور انحطاط نے حقیقی اسلامی تصوف کے وجود کو واقعی خطرے میں ڈال دیا ہے۔ حقیقی اسلامی تصوف کی جگہ نقلی تصوف کے اس غلبہ کی وجہ سے عقیدت کے نام پر شرک، دین کے نام پر خرافات، بدعات اور رسومات کی یہ صوت حال ہے کہ حقیقت کی تلاش کمیاب نہیں، نایاب نظر آتی ہے۔

حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ سالکین تصوف کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "پیروں اور مشائخ کے معاملہ میں بھی ادب ضرور کیا جائے مگر غلو سے کام نہ لیا جائے۔ ان سے اللہ اور اللہ کے نبی ﷺ کی باتیں سیکھی جائیں۔ رسومات اور رواجات میں پڑ کر تباہی کا راستہ اختیار نہ کیا جائے۔"(51)

مشائخ تصوف کی ذمہ داریوں کی بھی نشاندہی فرماتے ہیں۔

> "دین وہی ہو گا جو آپ ﷺ سے ثابت ہو اور یہی کام مشائخ کا ہے کہ خادمان بارگاہ ہیں اس لیے سنت خیر الانام ﷺ کو لوگوں تک پہنچائیں نہ یہ کہ لوگوں کو رسومات میں مبتلا کر دیں۔" (52)

---

51. Asrar al-Tanzeel, 2: 145.
52. Ibid., 3: 95.

یہ اصولی بات ہے کہ نقل کا وجود اس بات کا گواہ ہوتا ہے کہ اصل بھی موجود ہے۔ تصوف کی نقالی بھی اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ حقیقی تصوف موجود ہے۔ حرص کے پجاری اپنے مفادات کے حصول کے لیے اس شعبے کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں۔ ایسے حرص کے دلدادہ لوگوں کی وجہ سے اس اہم شعبہ کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ، مدبرانہ انداز میں تصوف کے انکار کی بجائے خرافات وبدعات کی اصلاح پر زور دیتے ہیں۔

> "خرافات وبدعات کی جو بنیاد ان باتوں پر (تصوف کے نام) رکھی گئی ہے اور جس قدر لوگوں کے ایمان و عمل کو اس کے ذریعے نقصان پہنچایا گیا ہے ان کی تردید واصلاح بہت ضروری ہے۔ لیکن اگر سر میں درد ہو تو اس کا علاج سر کاٹ دینا نہیں ہے۔ اس لیے یہاں بھی اصل علاج تصوف سے برگشتہ ہونا یا سرے سے تردید کرنا نہیں ہے بلکہ صحیح اسلامی اور موروثی کیفیات جو حضورِ اکرم ﷺ سے سینہ بسینہ چلی آرہی ہیں انھیں عام کر دینا اصل طریقۂ اصلاح ہے۔ جب بازار میں اصل عام ہو جائے تو نقل خود بخود بند ہو جائے گی ورنہ کیفیات کا انکار دلوں سے خلوص لے جائے گا اور بدعات کے باعث نفاق شروع ہو جائے گا جو زیادہ خطرناک اور مہلک مرض ہے۔"[53]

شریعت وطریقت میں فرق

دین اسلام شریعت و طریقت کے مجموعہ کا نام ہے۔علوم نبوت کے دوپہلو ہیں تعلیمات نبوت ﷺ اور برکات نبوت ﷺ۔ شریعت تعلیمات نبوت کا نام ہے اور برکات نبوت کا حصول طریقت کہلاتا ہے۔ گویا ظاہری علوم شریعت سے اور باطنی کیفیات اور خلوص کا تعلق طریقت سے ہے۔

معاصر دور کی اکثر خانقاہیں اور ان کے حاملین طریقت کیا، شریعت کے وجود سے بھی عاری نظر آتے ہیں۔ اور اسی عدم امتزاج نے مروجہ تصوف کو گمراہی میں مبتلا کر کھا ہے۔

اور نقلی معاصر تصوف اور اہل تصوف میں شیرینی، رقص و سرور کی محفلیں، نماز روزے سے ناآشنائی، پیر صاحباں کی نذرانوں پر نظر اور حکمرانوں کے در پر گھٹنے ٹیکنا تو نظر آتا ہے لیکن دین کا حقیقی وجود اور اس کی عملی شکل موجود نہ ہے۔

53. Tareeq al-Saluk fi Adaab al-Shayukh, 37.

مولانا رحمۃ اللہ علیہ، خالص شعبہ تصوف کی برکات بیان کرتے ہیں اور اپنے شیخ مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی مثال دیتے ہوئے حقیقی تصوف کی برکات اور اثرات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

"آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں کتنے لوگوں کو دیکھا کہ جب دل میں برکات آئیں تو کردار میں مثبت تبدیلیاں آنے لگ گئیں۔ تو میرے بھائی! اللہ کی اطاعت سے، اللہ کی عظمت کا اقرار کر کے اپنی عاجزی کو دیکھ کر تمھیں دنیا میں کوئی مشکل مشکل نہیں لگے گی۔ جب تک برکاتِ محمد رسول اللہ ﷺ سے دل روشن نہیں ہو گا، خشوع نہیں آئے گا، تعمیل حکم مشکل نظر آئے گی۔ اگر خشوع نصیب ہو گیا تو پھر یہ مشکل نہیں رہے گی، یہ نصیب ہو گیا تو دنیا میں کوئی مشکل نہیں رہے گی۔ ہر حال میں مطمئن رہو گے، اطمینان قلب تمھارا مقدر بن جائے گا۔"[54]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"یہی کمال شیخ ہوتا ہے کہ آدمی غلط راستے پر جا رہا ہے اور اُس کا ساتھ نصیب ہو، اُس کی توجہ نصیب ہو تو توبہ نصیب ہو جاتی ہے اور یہ بہت بڑا کام ہے۔ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ دوسرا کوئی کام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم تو خرافات میں کھو گئے ہیں۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی امت روایات میں کھو گئی

ہم تو محض خرافات میں کھو گئے ہیں کہ فلاں پیر ہے اُسے سال میں ایک دفعہ شرینی دے دو، پھر نماز پڑھو نہ پڑھو، روزہ رکھو نہ رکھو، حرام کماؤ حلال کماؤ، تم بخشے جاؤ گے۔ یہ سب فضول ہے، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، کوئی دین نہیں ہے، بلکہ بے دینی ہے اور حرام شرعی کو حلال سمجھنا بجائے خود کفر ہے۔ جس چیز کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے خود حرام قرار دیا اُسے حرام سمجھ کر کھانا گناہ ہے اور اُسے حلال سمجھنا کفر ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام نے انھیں توبہ پر مائل کر لیا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:

آپ ﷺ کی خدمت میں کسی شخص کا تذکرہ کیا گیا جو کہ بڑا گناہ گار تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی زمین و آسمان کو گناہوں سے بھر دے، جتنا خلا ہے اُس کے گناہوں سے بھر جائے، وہ پھر بھی اللہ کی رحمت کو عاجز نہیں کر سکتا[55]، اُس کی رحمت سب سے وسیع تر ہے۔ شیخ یا مرشد

54. Akram al-Tafaseer, 1: 114

55. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صلی الله علیه وآله وسلم يَقُوْلُ: قَالَ اللّٰه تَبَارَکَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَکَ عَلَى مَا كَانَ فِيْکَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ، لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ

کی یہ خصوصیت ہونی چاہیے کہ وہ توبہ کی آرزو پیدا کر دے، تمنا پیدا کر دے، واپسی کا راستہ دکھائے اور اللہ کی بارگاہ میں پہنچا دے۔"[56]

مزید بیان فرماتے ہیں:

"کسی شیخ کامل کی صحبت نصیب ہو تو یہ علوم نصیب ہوں گے جو خود انسان کے حق پر ہونے کی دلیل ہیں ورنہ محض رسمی گدی نشینی سوائے گمراہی کے خطرے کے اور کچھ نہیں دے سکے گی۔"[57]

کامل شیخ اور حقیقی تصوف کی برکات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ، نقلی علماء اور پیران کی نقالی بیان کر کے علماء و پیران کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہیں۔

"دراصل عالم کا منصب مذہب ایجاد کرنا نہیں بلکہ مذہب بیان کرنا ہے اور اللہ اور اس کے نبی کی بات کو خلق خدا تک پہنچانا ہے اگر وہ باتیں گھڑنے میں لگ گیا تو بھٹک گیا۔ رہا پیر تو پیر علماء سے ہی بنتے ہیں یعنی ہر عالم پیر نہیں ہوتا مگر ہر پیر عالم ہوتا ہے کہ جاہل کی بیعت ہی حرام ہے۔ عالم ارشادات نبوت کو لوگوں تک پہنچاتا ہے تو پیر ارشادات کے ساتھ انوار برکات کا حامل بھی ہوتا ہے اور یہ سب کچھ تب ہی ہو گا۔ جب وہ خود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اطاعت گزار ہو گا۔ اگر وہ اپنی زندگی سنت کے خلاف رکھتا ہے تو اس کے پاس برکات کہاں اور دوسروں کو سوا گمراہی کے اس سے کیا حاصل۔"[58]

پیری مریدی کی حقیقت واشگاف انداز سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دراصل پیر وہ ہوتا ہے جو کسی بزرگ سے دل کی یہ روشنی حاصل کرے، مجاہدہ کر کے، اتباعِ سنت میں، اللہ کی اطاعت میں عمر صرف کر دے اور پھر اس کو اللہ یہ طاقت دے کہ جو اس کے پاس بیٹھ کر اس سے توجہ لے اس کا دل بھی روشن ہو جائے۔ تو جو وہ توجہ لینے کے لیے جاتا ہے

السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَکَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ، إِنَّکَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِي لَا تُشْرِکُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُکَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ.

وَقَالَ: أَبُوْ عِيْسَى: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. أخرجه الترمذي في السنن،كتاب: الدعوات عن رسول االله، باب: في فضل التوبة والاستغفار، 5/ 548، الرقم: 3540، والطبراني في المعجم الأوسط، 4/ 315، الرقم: 4305، وأبو نعيم في حلية الأولياء، 2: 231..

56. Akram al-Tafaseer, 1: 126-127.

57. Asrar al-Tanzeel, 2.: 113.

58. Asrar al-Tanzeel, I:. 78.

وہ مرید کہلاتا ہے۔ جو یہ دل کی روشنی دینے کی اہلیت رکھتا ہے وہ پیر ہے۔ اگر یہ چیز درمیان سے نکال دو، تو پیری مریدی کی کوئی ضرورت نہیں پھر تو سارا فضول ہے۔"[59]

نقلی پیروں کی نقالی سے پردہ اٹھانے کے ساتھ ضرورت شیخ اور تلاش شیخ کے حوالے سے سالکین تصوف کو نصیحت کرتے ہیں۔

"تلاشِ شیخ کی صورت یہ ہے کہ تزکیہ اس باطنی طہارت کا نام ہے جو اطاعت رسول ﷺ کا جذبہ پیدا کرے اگر کسی مجلس میں شعبدہ بازی حاصل ہو جائے اور احکامِ دین ہاتھ سے چلے جائیں تو یہ رہزن ہو گا۔ رہبر نہیں ہو گا رہبر وہی ہو گا جو مومن کو محمد الرسول اللہ ﷺ کے دامنِ شفقت میں پہنچا دے۔ ولایت کے لیے کوئی خاص قوم یا صنف مخصوص نہیں بلکہ ہر مومن کو چاہیے کہ اسے حاصل کرے۔ وہاں دلی خلوص اور عملی اطاعت ہی شرط ہے تو یہاں بھی یہی ہو گا غرض حصولِ تزکیہ باطن کے لیے کاملین کی صحبت کو تلاش کر کے اس سے استفادہ کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔"[60]

سورۃ زخرف کی آیت مبارکہ ۳۶ کے تحت حاملین تصوف کو لاپرواہی، سستی اور عدم اطاعت کے نقصان سے آگاہ فرما کر پر خلوص نسبت اور تعلق کا مشورہ دیتے ہیں:

"وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ"[61]

بہت بڑے رحم کرنے والے کے ذکر سے جو محروم ہوتا ہے، جو اس سے اعراض کرتا ہے یا اس کی پرواہ نہیں کرتا یا اس کے لیے اسے فرصت نہیں ملتی، اس کے لیے وہ کوشش نہیں کرتا۔ اس کے پاس وقت ہی نہیں بچتا تو ہم اس کے ساتھ شیطان کو پابند کر دیتے ہیں۔ ربِ جلیل کا ایک قانون ہے فرماتا ہے۔ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ اس کے ساتھ شیطان کو ہم باندھ دیتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ ہم جب پریشان ہوتے ہیں، جب ہمارے سامنے تاریکیاں آجاتی ہیں، ہمیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس تاریکی، اس ابہام، اس پریشانی سے ہمیں کوئی روشنی کی کرن، کوئی راستہ، کوئی باہر جانے کی راہ ملے لیکن اس کے لیے پھر ہم شیطان ہی کو ساتھ رکھتے ہیں۔ یعنی اس کا اصل علاج تو یہ ہے کہ ہم شیطان سے خود کو

59. Tariq Nasib Owaisiya, 154-155
60. Kanz ut Talibeen, 106-107
61. Al-Zukhruf:36.

جدا کریں اور معیت باری جل سبحانہ کو، معیتِ الہیہ کو، اللہ کی معیت کو حاصل کریں۔"[62]

ایمان کی حقیقت بیان کرتے ہوئے صوفیانہ انداز اپناتے ہیں:

"ایمان کی حقیقت نبی پر اعتماد ہے اور اسی یقین و اعتماد کے طفیل قلبِ نبوت سے جو کیفیات سالک کے دل پر وارد ہوتی ہیں وہ اسے ایسی حالت عطا کر دیتی ہیں کہ وہ ذاتِ باری کو اپنے روبرو پاتا ہے اور نافرمانی کی جرأت نہیں کر سکتا۔"[63]

نقل کا در آنا

اگر نقلی خدائی اور جھوٹی نبوت کے دعوے دار نظر آتے ہیں تو ولایت کے جھوٹے مدعی بھی کم تو نہ ہوں گے۔ معاشرتی زندگی اس بات پر گواہ ہے کہ ہر دور میں شعبہ تصوف ک اور اہل تصوف کو تکریم و تعظیم کی نگاہوں سے دیکھا جاتا رہا۔ عوام الناس، اولیائے کرام پر جہاں عزت کے پھول نچھاور کرتے وہاں ان پر خرچ کرنا بھی باعث سعادت سمجھتے۔ اس بنا پر حرص کے دل دادہ لوگوں نے حصول دنیا کے لیے خانقاہی نظام کو آلہ کار بنایا۔ اور یوں یہ ہوس کے پجاری اس عظیم شعبہ تصوف کی عزت کو داغدار کرنے کا سبب بنے۔

اس نقالی، مجاہدہ و ریاضت کے غیر شرعی طریقہ جات، کشف کی بجائے شعبدہ بازی، سماع کے نام پر رقص و سرور کی غلیظ محافل اور بد کردار اور نام نہاد ولایت کے جھوٹے دعویداروں نے اس عظیم شعبہ کی مظلومیت میں مزید اضافہ کیا ہے۔ جس سے نئی نسل کی ایک کثیر تعداد حقیقی اسلامی تصوف پر معترض اور اس سے صرف نظر برتتی نظر آتی ہے۔

حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ، نام نہاد سالکین کی سستی، غفلت اور کوتاہیوں کو تصوف کے انحطاط کی بنیادی وجہ قرار دیتے ہیں۔ اور ان بیماریوں کا علاج بیان فرماتے ہیں۔

"ایک ساتھی پوچھ رہا تھا کہ میں بڑا پریشان ہوں اور مجھ سے ذکر ہی چھوٹ گیا۔ میں نے کہا عجیب بات ہے کہ ایک آدمی کہتا ہے میں بڑا بیمار ہوں اور مجھ سے دوائی چھوٹ گئی۔ یہ کون سی بیماری ہے یعنی آپ پریشان ہیں تو اس میں آپ کو زیادہ رحمتِ الٰہی کی ضرورت ہے، اللہ کی مدد کی ضرورت ہے، اللہ سے دعا کرنے کی ضرورت ہے اور آپ کو زیادہ ذکر کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ مجھ سے ذکر چھوٹ گیا۔ یہ کیا پریشانی ہے۔ یہ تو شیطانی وسوسہ ہے۔ آپ ذکر جم کر کریں اور آنے والے خدشات کو اس کے سپرد کر دیں جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔"[64]

---

62. Tareeq Nisbat e Owaisiya, 224-225.
63. Israr al-Tanzeel, 3: 15
64. Kanz al Talibeen, 54-55.

روح کی غذا اور علاج کے حوالہ سے انتہائی خوب صورت علاج تجویز کرتے ہیں:

"روح کی جو غذا اور دوا ہے، روح کی جو صحت و بیماری ہے، روح کی اپنی بقاء کا جو مسئلہ ہے وہ ایک الگ فن ہے۔ روح کی بقاء کا تعلق، تعلق باللہ پر منحصر ہے۔ جتنا رابطہ ذاتِ باری سے قریب تر ہو گا اتنا ہی روح قوی بھی ہو گی، صحت مند بھی ہو گی اور جس قدر اس تعلق میں کمی واقع ہوتی چلی جائے گی اسی قدر روح پریشان ہوتی چلی جائے گی حتیٰ کہ اگر یہ تعلق کٹ جائے تو یہ روح کی موت ہے۔ اب غضب اور گرفت کا تعلق آجائے گا تو کیفیت بدل جائے گی۔ رحمت کی جگہ غضب لے لے گا۔"[65]

جانشینی اور جاگیر داریت

تصوف کی درخشندہ و تابندہ تاریخ کا مطالعہ اور تصوف سے وابسطہ متقدمین اولیائے کرام کی مبارک زندگیاں گواہ ہیں کہ امت کے کریم و عظیم لوگ اس شعبہ سے منسلک رہے۔ اور شعبہ تصوف میں سالکین کی تربیت اور مشائخ سلاسل کی تقرری کے لیے با قاعدہ قواعد و ضوابط موجود تھے۔ عصر حاضر اس لحاظ سے محروم القسمت ہے کہ ناقلین تصوف نے جہاں عوام الناس کو بے دردی سے لوٹا وہاں نقلی پیری مریدی نے بھی ڈیرے ڈالے۔ نام نہاد سالکین کی زندگیاں، اتباع آقائے نامدار ﷺ سے خالی، اور اکابر اہل تصوف کے پیش کردہ اصول و ضوابط سے صرف نظر کرتے ہوئے خانقاہوں میں اصلی مشائخ کی جگہ روایتی گدی نشینی اور وراثتی جاگیریت کا دور دورہ ہے۔ حقیقی تصوف کے زریں اصولوں کی دھجیاں بکھیر کر نااہل اور حرص پرست لوگوں کی اکثریت اس عظیم شعبہ پر قابض ہے۔

حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ، گمراہ اور نااہل جانشینوں کو انحطاط تصوف کی اصل وجہ گردانتے ہیں۔ اور عوام الناس کو ایسے لوگوں کے بارے خبر دار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نااہلوں کی گدی نشینی سے ہوتا یہ ہے کہ ذکر اذکار اور احوال و کیفیاتِ قلبی کی جگہ رسومات و بدعات اور خرافات اختیار کر کے خود بھی تباہ ہوتے ہیں اور متعلقین کو بھی گمراہ کر کے تباہی سے دوچار کرتے ہیں۔"[66]

مزید لکھتے ہیں:

"حصولِ دنیا اور حصولِ ہوسِ اقتدار میں اسیر ہو کر تباہ ہوئے اور عبادات کی جگہ رسومات ایجاد کر کے دوسروں کی گمراہی اور تباہی کا باعث بنے۔ یہی حال بہت بڑے بڑے اہل اللہ کا ہوا کہ

---

65. Ibid, 223-224

66. Asrar al-Tanzeel, 3: 244.

ان کے بعد نااہل لوگ ان کی جگہ پر قابض ہو گئے اور ہدایت کے کاموں سے ہٹ کر لوگوں کو رسومات میں مبتلا کر دیا۔ اور اس طرح خود دولت کماتے اور عیش کرتے رہے العیاذ اباللہ۔" (67)

خانقاہی نظام کے نظام کے زوال کے اسباب اور علاج پر مولانا نے سیر حاصل ابحاث پیش کی ہیں۔ چناں چہ رقمطراز ہیں:

"ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ سب سے زیادہ زوال اسی شعبے ہی کو ہے اور تب سے تو یہ شعبہ بیک جنبشِ قلم ختم کر دیا گیا جب بِلا تمیز کسی بھی نیک آدمی کی وفات پر، کسی بھی بڑے سے بڑے شیخ کے گزرنے پر، اس کے بیٹے کو خواہ وہ اہل تھا یا صرف اس کا بیٹا ہونا اہلیت قرار پایا اور اسے یار لوگوں نے جانشین بنا دیا خواہ اس نے خود کوئی چیز اپنے والد سے حاصل کی تھی یا نہیں تو وہاں سے تصوف میں خرافات اور رسومات شروع ہو گئیں، کیفیات ختم ہو گئیں۔ اب یہ رسم اتنی پرانی ہو گئی ہے کہ اب تو کوئی سیاستدان بھی مرتا ہے، تو اس کا بیٹا سیاستدان بن جاتا ہے خواہ اس کے مرنے تک اس نے سیاست کی ابجد بھی نہ سیکھی ہو۔ کسی نے کہا تھا: زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن (68) جہاں کبھی شاہین ہوا کرتے تھے وہاں کوّے بٹھا دیے۔" (69)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں شعبہ تصوف کی نزاکت اور احساس ذمہ داری کی ایک مثال ان کی عملی زندگی سے ملتی ہے جب انھیں ان کے عظیم شیخ حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ نے جانشینی کے حوالہ سے ان سے بات کی۔ آپ کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس حوالے سے کتنے محتاط تھے۔ فرماتے ہیں:

"میں آپ کو واضح طور پر بتا دوں کہ میرے ساتھ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات کی تھی کہ سلسلے میں کس کو ذمہ دار بنایا جائے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت جی میں ذاتی طور پر کسی ذمہ داری کے لیے آپ کی خدمت میں نہیں آیا، میں اپنی اصلاح کے لیے آیا ہوں آپ مجھے رہنے دیجیے اور کسی کو بنا دیجیے۔ یہ بات میں پوری دیانتداری سے ممبر پر بیٹھ کر علی الاعلان کہہ رہا ہوں کہ میں نے ایسا ہی کہا تھا۔ ممکن ہے کچھ الفاظ بدل گئے ہوں، مفہوم یہی تھا اور عجیب بات ہے کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ساری ذمہ داری میری گردن میں ڈال دی

67. Ibid, 6: 19.
68. Allama,Muhammad Iqbal,Bal-e-jibreel,155.
69. Tareeq Nisbat e Owaisiya, 429-430.

لیکن میں نے کبھی نہ اس کی توقع کی تھی، نہ تمنا کی تھی اور نہ میں اس کے لیے آیا تھا۔"[70]

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے افکار اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ تصوف دین اسلام کی روح ہے۔ ایمان اور اسلام کے ساتھ احسان دراصل تصوف ہی ہے۔ تزکیۂ نفس ہو یا درجہ احسان کا حصول، یہی خاصہ تصوف ہے۔ دین کے باقی شعبہ جات کی طرح تصوف بھی ایک اہم ترین شعبہ کی طرح ہر دور میں قائم رہا ہے اور اس کے حاملین خلق خدا کو معرفت الٰہی اور عشق رسالت ﷺ کی دولت سے آشنا کرنے کے لیے اپنی خدمات سر انجام دیتے رہے ہیں۔ اور مزید یہ کہ مخالفین اسلام کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے جوبات دینے کے ساتھ ساتھ اصل و نقل کی پہچان کراتے رہے ہیں۔ معاصر دور میں انحطاط تصوف کے حوالہ سے سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے مشائخ بالخصوص مولانا محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات قابل ستائش ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت شخصیت کا مطالعہ کیا جائے اور آپ کے افکار کو منظر عام پر لایا جائے۔ بحیثیت مفسر قرآن آپ نے ہر موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح اکرم التراجم کے نام سے ترجمہ، محققین قرآن کے لیے اس کا فنی اور فکری جائزہ اور باقی تراجم کے ساتھ تقابل ایک اچھا موضوع تحقیق ہو سکتا ہے۔ بحیثیت شاعر، آپ کے سات اردو اور ایک پنجابی شعری مجموعہ میں شاعری کی اصناف کے ساتھ ساتھ سیرت، حدیث، تصوف اور سیاست اور اصلاح امت کے عنوانات کے تحت تحقیقی کام کیے جاسکتے ہیں۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے سفر نامہ غبار راہ میں آپ کے افکار کے ساتھ ساتھ مختلف ممالک کی تہذیب اور ان میں موجود مسلمانوں کی حالت اور مقام پر تحقیقی کام کیا جاسکتا ہے۔

آپ سلسلہ تصوف کے شیخ ہونے کی حیثیت سے بیسیوں کتب تصوف کے مصنف ہیں۔ آپ کی صوفیانہ فکر کا جائزہ لے کر معاصر دور میں تصوف کی ضرورت اور معنویت کے تحت تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔

بحیثیت ماہر تعلیم، آپ صقارہ ایجوکیشن سسٹم اور صلحی سکول سسٹم کے بانی ہیں۔ آپ کے پیش کردہ نظام تعلیم کا جائزہ لے کر ملکی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے اس نظام کے اہم نکات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اسی طرح بحیثیت سیاست دان، داعی اور مصلح کے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار خدمات ہیں۔ تنظیم الاخوان، الاخوات کے تحت آپ نے ملکی سیاسی صورت حال کی بہتری کے بے پناہ عملی کام کیا۔ اس کام کے تحت آپ نے حکومتی ایوانوں میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ کی خدمات یہ تقاضا کرتی ہیں کہ آپ کے سیاسی افکار کا مطالعہ کیا جائے اور معاصر دور میں سیاسی مسائل کے حل کے لیے ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔

---

70. Ibid, 125.

اسی طرح صحافت، تجارت، بینکنگ اور خدمت خلق کے تحت آپ رحمۃ اللہ علیہ عملی طور متحرک رہے۔

آپ کی شخصیت اور خدمات اس بات کی متقاضی ہیں کہ ہر جہت پر جامعات میں تحقیقی مقالات لکھے جائیں اور عام و خاص کو آپ کی شخصیت اور افکار سے متعارف کروایا جائے۔

Bibliography

Abu al-Fazl ibn Mubarak. *The Akbar Nama.* Translated by H. Beveridge. Calcutta: Asiatic Society, n.d.

Abu Nasr al-Siraj. *Kitab al-Lumaʿ fi al-Taṣawwuf.* Translated by Syed Asrar Bukhari. Lahore: Tasawwuf Foundation, 2000.

Al-Bukhari, Abu ʿAbd Allah Muhammad ibn Ismaʿil. *Al-Jamiʿ al-Sahih, Kitab al-ʿIlm.* Vol. 1. Riyadh: Dar al-Salam, 1999.

Allah Yar Khan, Maulana. *Dalail al-Suluk*. Munara, Chakwal: Dar al-Irfan, Naqshbandiyya Owaisiyya Institution, 2013.

Awan, Amir Muhammad Akram. *Akram al-Tafāsīr*. Lahore: Owaisiyya Library, 2018.

———. *Akram al-Tarājim*. Lahore: Qudratullah Company, 2018.

———. *Asrār al-Tanzīl.* Lahore: Owaisiyya Library, 2009.

———. *Asrār al-Tanzīl.* 6 vols. Lahore: Owaisiyya Library, 2009–2016.

———. *As Jazīrah.* Lahore: Owaisiyya Library, 2016.

———. *Deeda Tar.* Munara, Chakwal: Naqshbandiyya Owaisiyya Institution, Dar al-Irfan, 2016.

———. *Dil Darwāza.* Munara, Chakwal: Naqshbandiyya Owaisiyya Institution, Dar al-Irfan, 2016.

———. *Gird-e-Safar*. Munara, Chakwal: Naqshbandiyya Owaisiyya Institution, Dar al-Irfan, 2016.

———. *Ghāba-e-Rah.* Lahore: Owaisiyya Library, 2016.

———. *Irshād al-Sālikīn.* Munara, Chakwal: Dar al-Irfan, 2016.

———. *Kanūz-e-Dil (Sharh Ramūz-e-Dil).* Munara, Chakwal: Naqshbandiyya Owaisiyya Institution, Dar al-Irfan, 2010.

———. *Kanz al-Ṭālibīn.* Munara, Chakwal: Naqshbandiyya Owaisiyya Institute, Dar al-Irfan, 2000.

———. *Mataʿ-e-Faqīr.* Munara, Chakwal: Naqshbandiyya Owaisiyya Institute, Dar al-Irfan, 2016.

———. *Naqūsh*. Lahore: Owaisiyya Library, 2013.

———. *Nishān-e-Manzil.* Rawalpindi: Zavia Publishers, 1994.

———. *Ramūz-e-Dil.* Munara, Chakwal: Naqshbandiyya Owaisiyya Institution, Dar al-Irfan, 2009.

———. *Souch Samundar*. Munara, Chakwal: Naqshbandiyya Owaisiyya Institute, Dar al-Irfan, 2016.
———. *Tārīq-e-Nisbat-e-Owaisiyya*. Munara, Chakwal: Dar al-Irfan, n.d.
———. *Kaun Sī Aisī Bāt Huʾī Hai*. Munara, Chakwal: Institute of Naqshbandiyya Owaisiyya, Dar al-Irfan, 2016.
Asia Awan. *Tariq al-Sulūk fi Ādāb al-Shuyūkh*. Faisalabad: Al-Khair Publications, n.d.
Ashraf ʿAli Thanvi, Maulana. *Maslak al-Sulūk min Kalām Malik al-Mulūk*. Lahore: Idara Islamiat, 1990.
Bukhari, Al-Imam Abu ʿAbd Allah Muhammad ibn Ismaʿil. *Al-Jamiʿ al-Sahih*. Riyadh: Dar al-Salam, 1999.
Iqbāl, Muhammad. *Bāl-e-Jibrīl*. Lahore: Sheikh Ghulam Ali and Sons, n.d.
Al-Murshid. Vol. 10, no. 41 (2020): 30.